OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jan-jun-2022
Vol: 6, Issue: 1
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کا قرآنی موسیقیت میں کردار

(ایک تحقیقی مطالعہ)

The Role of Quranic Verse Intervals in Quranic Music, a Research Review

Dr. Abid Naeem
Assistant Professor, Department of Religious Studies, FC College University, Lahore.
Dr. Habib Rahman
Assistant Professor (Islamic Studies), Department of Humanities, Faculty of Social Sciences, Pir Meher Ali Shah Aird Agricultural University, Murree Road, Rawalpindi.

ABSTRACT

One of the important studies amongst the researches of Quran is the study of *Ilm al Fawasil* (Knowledge of Quranic Phonemics). *Fawasil* is a plural of *Fasilah*, which etymologically means to separate, detach, or distinguish. According to the scholars of Quranic Sciences, *Fasilah* terminologically, is related to the last word of Quranic verse. It has the same status as *Qāfia* (rhymes) do in verse and, *Qarīnah* (contextual indicator) does in *Saja'* (euphemism). As in the verse, *Al-Ĥamdu Lillāhi Rabbi Al-`Ālamīn*, the word *Ālamīn* is *Fasilah*. Just as for the canorousness and rhythm of the poetical verses and for the euphemism, contextual indicator is of utmost importance, similarly the vocal aesthetics and canorousness of Quran are incomplete without *Fasilah*. Albeit it is very important to keep in mind that the Quranic verses in order to be melodious don't necessarily abide by the rules of

Phonology. Instead for the aesthetics of Quranic verses, beyond human literary realm, Quran has devised its own consistent standard and criterion and in this regard Rhymes of Quran hold the key position. According to these defined standards for the aesthetics of Quran, these Quranic Rhymes have been structured. The choral splendour of the poetry is dependent upon the coherence of the cadences and following the Phonological rules. Similarly, Euphemism also pertains to its contextual indicators. But Quran despite of comprising all prosaic and poetical attributes is transcendent of the restrictions of rhymes and cadences. Albeit in poetical nuances one is internal rhythm of the verses which is unequivocally present in the Quran. The proximate rhymers in the Phonetics of Quran have eluded it from the constraints of assonants and intonations. Because of bearing these tasteful phonological stylistics Quran appears to be laden with all vocal and symphonical artistry.

Keywords: assonants, phonological, symphonical

نبی کریم ﷺ کا دور در حقیقت فصاحت و بلاغت کے عروج کا دور تھا اور اہل عرب اس میدان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان ہی وجوہات کی بنیاد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ قرآن پاک کی صورت میں ایک ایسا معجزہ عطا ہوا کہ جس کے سامنے عرب حضرات کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ قرآن پاک چونکہ اس حکیم و بلیغ ہستی کا کلام ہے جو تمام علوم و فنون کا سرچشمہ ہے، لہٰذا یہ کلام نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ معجزات میں سے اہم ترین معجزہ ہے اور اس کی ہر ایک آیت بلا مبالغہ، دنیا کے تمام کلاموں سے ہر جہت سے ارفع ہے، لہٰذا قرآن پاک کے بلند و بالا معیار نظم قرآنی کا مقابلہ اہل عرب کے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ بشری اور خدائی کلام میں تقابل ممکن ہی نہیں۔ علوم القرآن کی اہم مباحث میں سے ایک بحث علم الفواصل کے نام سے موسوم ہے یہ علم بنیادی طور پر آیات قرآنیہ کے شمار سے متعلق ہے۔ فاصلہ کی اصطلاح متعدد عربی علوم و فنون میں مختلف معانی میں استعمال ہوئی ہے۔ علمائے علوم القرآن کے ہاں آیات قرآنیہ کا آخری کلمہ فاصلہ کہلاتا ہے جس کی جمع فواصل ہے۔ فواصل آیات کو قرآن کریم میں وہی مقام حاصل ہے کہ جو سجع (نثر) میں قرینہ اور شعر میں قافیہ کا ہے۔

"الفاصلة كلمة آخر الآية كقافية الشعر وقرينة السجع" [1]

فواصل آیات کا جمال اور موسیقیت کے ساتھ بڑا گہرا ربط ہے اور انہی خوبیوں کی بنا پر فواصل، بلاغت کی ایک اہم بحث کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ علوم القرآن کے ایک اہم اور دقیق نوع ہونے کے ناطے علمائے سلف و خلف نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اس موضوع پر معقول تعداد میں مستقل کتابیں اور نیز انواع و فصول کی صورت میں بھی علمی کاوشیں سپرد قلم کی ہیں، البتہ اس موضوع پر تصنیف شدہ مواد میں سے بیشتر کا تعلق شمار آیات قرآنیہ کی بحث سے ہے۔ مقالہ نگاران کے پیش نظر فواصل آیات کی خاص جہت یعنی فواصل کے جمال و موسیقیت قرآن کی بحث ہے، جس پر علمی کاوشوں کی تشنگی ہنوز باقی ہے۔

قرآنی موسیقیت میں فاصلہ کا کردار:

قرآنی فواصل کی اہمیت وضرورت ان کے بلاغتِ قرآن کے ساتھ تعلق سے ظاہر ہوتی ہے۔ قرآنی فواصل بلاغت کا ایسا شاہکار ہیں کہ ان کو دیگر الفاظ سے بدل دینے سے بلاغت کے ساتھ ان کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔ نیز فواصل قرآنیہ کی اسی بلاغی خوبی کی بدولت قرآن پاک "تفہیم المعنی إلی السامع" کا فریضہ احسن انداز میں ادا کرتا ہے۔ علامہ رمانی نے بلاغت کو دس اقسام میں منقسم کرتے ہوئے فواصل قرآنیہ کو بھی ان میں سے ایک قسم قرار دیا ہے۔ [2]

اہل عرب جو قوافی واسجاع کے دلدادہ تھے، قرآنی فواصل کے لغوی اعجاز نے ان کو ہر قافیہ، ہر سجع اور ہر قسم کی شاعری سے بے نیاز کر دیا۔ کلام اللہ کے متناسب ومتوازن فواصل کی شان نے ان کو اس قدر متاثر کیا کہ وہ بے ساختہ پکار اٹھے کہ یہ کلام، کلام البشر ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ایسا بہترین

---

[1] ۔علوم القرآن، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، تحقیق: استاذ محمد سکر، استاذ مصطفی القصاص، مکتبة المعارف، ریاض ، سعودی عرب،248:2؛ البرهان فی علوم القرآن، بدر الدین محمد زرکشی، تحقیق :مصطفی عبد القادر عطا، دار الفکر، لبنان،83:1؛ معترک الاقران فی اعجاز القرآن، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، تحقیق: احمد شمس الدین، دار الباز، مکه مکرمه، سعودی عرب ، ١٩٨٨ء،24:1؛ التحبیر فی علم التفسیر، جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، تحقیق: ڈاکٹرفتحی عبد القادر فرید، دار نشر الکتب الاسلامیه، لاہور، پاکستان، 1363ھ، ص303؛ القول الوجیز فی فواصل الکتاب العزیز، ابو عبید رضوان بن محمد مخللاتی، الجامعة الاسلامیة، مدینه منوره، سعودی عرب ،1992 ء، ص124

[2] ۔النکت فی اعجاز القرآن ، رمانی، علی بن عیسیٰ، ابو الحسن، تحقیق: محمد خلف الله، ڈاکٹرمحمد زغلول، دار المعارف، مصر، اشاعت سوم، 1948ء ، ص74

کلام لانا بشری طاقت سے خارج ہے۔

"إن الفاصلة قد جعلت القرآن نحوا جديدا من أنحاء الكلام العربي۔ فإذا كان الكلام العربي قبل نزول القرآن هو الشعر والنثر، فإنه بعد نزول القرآن أصبح الكلام العربي :شعرا ونثرا وقرآنا۔ ويعتبر العلماء هذا الأسلوب الذى جاء به القرآن إعجازا بذاته لأنه نقض العادة وخرج على المألوف وهذا شأن المعجزة" [1]

فاصلۂ قرآنیہ نے عربی زبان میں ایک نئی جہت کو روشناس کروایا۔ نزولِ قرآن سے پہلے کلامِ عرب محض شعر یا نثر پر مشتمل ہوا کرتا تھا، نزولِ قرآن کے بعد کلامِ عرب شعر، نثر اور قرآن کے اسالیب پر منقسم ہو گیا۔ علمائے قرآن کے اس اسلوب کو مستقل بالذات معجزہ شمار کرتے ہیں، کیونکہ یہ معروف اسلوبِ کلام سے ہٹ کر ہے اور یہی معجزہ کی شان ہوتی ہے۔

فواصلِ آیاتِ قرآنیہ کی موسیقی اور اسکا اسلوب

قرآن پاک کا ایک اہم اعجاز یہ ہے کہ وہ شعر و نثر دونوں کی خوبیوں کے ساتھ متصف ہے، لیکن اس کا کمال یہ ہے کہ وہ وزن و قافیہ کی پابندیوں سے آزاد ہے اور بایں طور اس میں حریتِ تعبیر اور بیان کا وصف پوری طرح موجود ہے، جس سے شعر عاری ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

{وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ} [2]

”اور ہم نے اس (محمد ﷺ) کو شعر گوئی نہیں سکھلائی اور نہ وہ اس کو شایاں ہے۔ یہ تو محض نصیحت اور صاف صاف قرآن (پر از حکمت) ہے۔“

قرآن نے بجا فرمایا کہ وہ شاعری نہیں مگر قابل توجہ بات یہ ہے کہ اہل عرب نہ تو دیوانے تھے اور نہ ہی شعر کی خصوصیات سے ناآشنا تھے۔ اسی لئے جب انہوں نے قرآن کو شاعری کہا تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی۔ دراصل قرآن مجید کی منظر نگاری نے عربوں کی قوتِ متخیلہ پر اور اس کے ساحرانہ اندازِ کلام نے ان کے

---

[1]۔ النكت في اعجاز القرآن ، رمانی، علی بن عیسیٰ، ابو الحسن، تحقیق: محمد خلف الله، ڈاکٹرمحمد زغلول، دار المعارف، مصر، اشاعت سوم، 1948ء، ص215

[2]۔ یس : 49

وجد ان پر جادو کا سا اثر ڈالا۔ قرآن کے صوتی جمال سے ان کے کان مانوس ہو گئے اور اگر وقتی طور پر وزن و قافیہ سے صرفِ نظر کر لیں تو یہی شعر کی بنیادی خصوصیات ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ قرآن نے شعری اوصاف میں سے داخلی موسیقی کو اپنے اندر سمو لیا ہے۔ آیات کے فواصل میں پائے جانے والے متقارب فی الاوزان کلمات نے قرآن کو شعری اوزان سے بے پرواکر دیا ہے، اسی طرح قافیہ نما الفاظ کے ہوتے ہوئے اصل قافیہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ان تمام خصوصیات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قرآن پاک بجا طور پر نثر اور نظم دونوں کے اوصاف و خوبیوں کا حامل قرار پاتا ہے۔[1]

قرآنی موسیقی کے اسلوب و نظام پر کلام کرتے ہوئے سید قطب شہید لکھتے ہیں کہ :

> "قرآنی آیات اور فواصل میں موسیقی کے صوتی آہنگ اور لفظی تطابق و توافق کو بر قرار رکھنے کا عمل واضح طور پر نظر آتا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک کے متعدد مقامات پر چند فواصل قرآنیہ کو اپنے قیاسی اسلوب سے ہٹا کر موقع کی مناسبت سے کسی خاص اسلوب سے تبدیل کر دیا گیا۔ بعض جگہ تو فواصل کی ترکیب ایسی ہے کہ اگر نظمِ کلام کو ذرا سا بدل دیا جائے یا اس میں تقدیم و تاخیر روا رکھی جائے تو عبارت میں خلل واقع ہو جائے۔"[2]

پہلی حالت :فاصلہ قرآنیہ کی قیاسی صورت کو تبدیل کرنا

فاصلہ قرآنیہ کی قیاسی صورت کو تبدیل کرنے کی مثال درج ذیل ہے:

﴿قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۙ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۫ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۙ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۙ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۙ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾[3]

مندرجہ بالا آیات میں { یهدین } ، { یسقین } ، { یشفین } ، اور { یحیین } کے فواصل کے

---

[1] قرآن کے فنّی محاسن، اردو ترجمہ :"التصویر الفنّی فی القرآن"، مترجم: غلام احمد حریری، طارق اکیڈمی، فیصل آباد، اشاعت سوم، ۱۹۹۵ء،، ص ۱۵۰

[2] أیضاً، ص ۱۵۳

[3] الشعراء، ۲۶:۷۵۔۸۲

آخر سے یائے متکلم کو حذف کر دیا گیا تا کہ {تعبدون} اور {الأقدمون} کی طرح نون کے حرفِ قافیہ کو قائم رکھا جا سکے۔

اسی طرح سورۃ الفجر کی درج ذیل آیات میں سے ایک میں یائے اصلی کو ماقبل فواصل قرآنیہ کی مناسبت کی بناء پر حذف کر دیا گیا۔

﴿وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ﴾ [1]

ان آیات میں {يَسْرِيْ} کی یاء اصلیہ کو اسلئے حذف کر دیا گیا تا کہ {الفجر}، {عشر} اور {الوتر} کے ساتھ مطابقت پیدا ہو جائے۔

دوسری حالت

اگلی صورت یہ ہے کہ کلمہ کی قیاسی صورت سے تو انحراف نہ کیا جائے مگر اسکے باوجود اس ترکیب میں موسیقی یوں مضمر ہو کہ ترتیب میں معمولی سی تبدیلی سے وہ موسیقی قائم نہ رہے۔ مثال درج ذیل ہے:

﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُۥ زَكَرِيَّآ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ ٱلْعَظْمُ مِنِّي وَٱشْتَعَلَ ٱلرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾ [2]

اگر ان آیات میں محض اتنی تبدیلی کر دی جائے کہ {مِنِّي} کے لفظ کو {العظم} سے پہلے رکھ دیا جائے اور یوں کہا جائے {قال رب إني وهن مني العظم} تو ایسے محسوس ہو گا کہ جیسے کسی شعر کا وزن ٹوٹ گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ {مِنِّي} کا توازن اس آیت کے ابتدائی لفظ {إِنِّي} کے ساتھ قائم کیا گیا ہے یعنی اس طرح {قَالَ رَبِّ إِنِّي} اور {وَهَنَ ٱلْعَظْمُ مِنِّي} [3]

قرآنی فواصل کی موسیقی کے اسلوب پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ محمد حسناوی لکھتے ہیں:

"منها تكرار حركة واحدة في روى الفواصل وإن اختلفت الحروف في أواخر

---

[1] الفجر ۸۹:۱۔۵
[2] مریم ۱۹:۲۔۴
[3] التصویر الفنی فی القرآن، ص۸۱۔۸۳

الکلمات، کالذی نری فی سورۃ الکہف" [1]

موسیقیٔ فواصل کے چار اسالیب

موسیقیٔ فواصل کے چار اسالیب درج ذیل ہیں:

اسلوب اول :فواصل کے حروفِ روی[2] میں ایک ہی حرکت کو مکرر لایا جانا

موسیقیٔ فواصل کا پہلا اسلوب یہ ہے کہ فواصل کے حروفِ روی میں ایک ہی حرکت(یعنی زیر یا زبر یا پیش)کو مکرر لایا جائے اگرچہ آخری کلمات میں حروف تبدیل ہوتے رہیں، جیسا کہ یہ صورتِ حال ہم سورۃ الکہف میں دیکھتے ہیں۔اس اسلوب کی مثال درج ذیل ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا﴾ [3]

مذکورہ آیات میں{ عوجا}، {حسنا}، { أبدا }اور {ولدا }کے حروفِ روی کی حرکت ایک ہی ہے اور وہ فتحہ ہے، اس کے ساتھ ساتھ آخری حروف میں تبدیلی بھی آرہی ہے۔

مذکورہ اسلوبِ موسیقی کی عمدگی پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ حسناوی لکھتے ہیں:

"والتزام الحركة الواحدة، كالفتح، مع اختلاف الحروف أمر ذوبال فی موسیقى التقفية، لأن المألوف فی الشعر العربی والسجع التزام الحركة وحرف الروی معاً" [4]

فواصل وقوافی میں آخری حروف کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ایک حرکت مثلاً فتحہ کا التزام کرنا

---

[1] الفاصلۃ فی القرآن، ص۲۸۰

[2] حرفِ رَوِیّ علم عروض میں قافیہ کے اُس آخری حرف کا نام ہے کہ جس پر قافیہ کی بنیاد ہو اور تسمیۂ قافیہ اُسی کی طرف منسوب ہو۔مثلاً قصیدہ دالیہ یا قصیدہ تائیہ"الرَّوِيّ: هو الحرف الذي تبنى عليه القصيدة وتنسب إليه فيقال: قصيدة دالية، أو تائية" (التعریفات، ص ۱۱۸، علی بن محمد شریف ، جرجانی، مکتبہ لبنان، بیروت، لبنان، ۱۹۸۵ء)

[3] الکھف ۱۸:۱۔۴

[4] الفاصلۃ فی القرآن، ص۲۸۰

موسیقیٔ قافیہ میں ایک عظیم الشان اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اشعارِ عربی اور سجع میں مذکورہ فرق روا نہیں رکھا جاتا بلکہ حرکت اور حرفِ روی دونوں کے یکساں ہونے کا التزام کیا جاتا ہے۔

اسلوبِ دوم :سورت کے تمام فواصل کے حروفِ روی کو یکساں لایا جانا

دوسرا اسلوب یہ ہے کہ کسی ایک سورت کے تمام فواصل کے حروفِ روی کو ایک ہی طریقہ پر اور یکساں لایا جائے۔

"ومنها تماثل حرف الروی فی فواصل سورة بأسرها على نسق واحد" [1]

اسکی مثال سورۃ الناس ہے کہ جہاں ''سین ''حرفِ روی کو پوری سورت میں یکساں لایا گیا ہے۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ [2]

اسلوب سوم :ایک سورت کی کچھ آیات میں حروفِ روی کی یکسانیت کا التزام

موسیقیٔ فواصل کا تیسرا اسلوب یہ ہے کہ سورت کی کچھ آیات میں حروفِ روی کی یکسانیت کا التزام کیا جائے۔

"التزام حرف الروی فی أبعاض السورة" [3]

اس کی مثال سورۃ الضحیٰ کی ابتدائی آیات ہیں کہ جن میں حرفِ روی الف مقصورہ ہے، جو آدھی سورت یعنی نویں آیت سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

﴿وَالضُّحٰى وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [4]

---

[1] الفاصلۃ فی القرآن، ص۲۸۰
[2] الناس ۱۱۴: ۱۔۶
[3] الفاصلۃ فی القرآن، ص۲۸۰
[4] الضحیٰ ۹۳: ۱۔۱۱

اسلوبِ چہارم: لزوم ما لا یلزم

اگلا اسلوبِ موسیقی ٔ فاصلہ "لزوم ما لا یلزم" کہلاتا ہے، وہ یہ ہے کہ حرفِ روی سے پہلے ایک، دو یا زیادہ حروف کی یکسانیت کا التزام کیا جائے۔[1]

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ قرآنی موسیقی میں فواصلِ قرآنیہ کا ایک معتد بہ حصہ ہے، نیز فواصل کی موسیقی ایک خاص نظام اور اسلوب کے تحت کام کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک کو بلاغت وفصاحت اور اعجازی اعتبار سے وہ بلند وبالا مقام ومرتبہ نصیب ہوا کہ جو کسی دوسری آسمانی کتاب کا حصہ نہ بن سکا۔

حاصل کلام

قرآن پاک اللہ رب العزت کا کلام ہے، جس کی ایک ایک آیت، ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک نقطہ دنیاوی کلاموں سے ہر جہت سے ارفع واہم ہے۔ فاصلہ قرآنیہ کی سب سے بڑھ کر اہمیت اسکا قرآن پاک کے ساتھ منسلک اور اس کا ایک حصہ ہونا ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ فاصلہ قرآنیہ کئی ایک پہلوؤں سے اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے۔

قرآنی اعجاز میں فاصلہ قرآنیہ کو بھی ایک اہم اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ فواصلِ قرآن کا اعجاز کی صوتی ولغوی جہت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ قرآن پاک کا یہی صوتی اعجاز تھا کہ جو عربوں جیسی فصیح وبلیغ قوم کے کلام کے نہ صرف مدِ مقابل آیا بلکہ اس کو چاروں شانے چت کر کے اپنی حیثیت کا لوہا بھی منوایا۔ یہ فواصل قرآن کا ترنم ہی تھا کہ موسیقی کی محافل ویران اور قرآن کی مجالس آباد ہونے لگیں۔ فواصل قرآنیہ کے ترنم وموسیقی نے قرآن کے نہ ماننے والوں کو بھی چھپ چھپ کر قرآن پاک کی تلاوت سننے پر مجبور کر دیا۔

[1] الفاصلۃ فی القرآن، ص ۲۸۰